تفسیر نور العرفان (قسط ۲۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''خلع طلاق ہے، فسخ نکاح نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 56)

عورت نکاح سے نکلنا چاہے اور پنچائیت یا عدالت حق مہر واپس دلوا کر نکاح ختم کرا دے، تو اسے خلع کہتے ہیں۔

خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں، لہٰذا خلع والی عورت کی عدت وہ نہیں جو مطلقہ عورت کی ہوتی ہے۔ خلع یافتہ عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

❁ امام ابو جعفر نحاس (۳۳۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصِّحَابِةِ خِلَافُهٗ .

''کسی صحابی سے بھی اس کے خلاف ثابت نہیں۔''

(النّاسخ والمَنسوخ، ص: 229، زاد المَعاد لابن القیّم: 594/5)

❁ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی جمیلہ بنتِ عبداللہ بن اُبَی کو مارا اور ان کا ہاتھ توڑ دیا۔ ان کا بھائی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف ایک آدمی بھیجا اور اسے فرمایا:

خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ، وَخَلِّ سَبِيلَهَا .

’’حق مہر لے لیں اور اس کا راستہ جدا کر دیں۔‘‘

اس کے بعد:

أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَّاحِدَةً، فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا.

’’رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک حیض انتظار کریں، پھر گھر والوں کے پاس چلی جائیں۔‘‘

(سنن النّسائي : 3497، وسندهٗ صحيحٌ)

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

’’امام کے پیچھے قرأت کرنا وَأَنْصِتُوا سے منسوخ ہے۔‘‘

(تفسیر نور العرفان، ص60)

وَأَنْصِتُوا سے امام کے پیچھے قرأت کرنا ممنوع ہے، نہ کہ منسوخ، البتہ سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے، جو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

③ مفتی صاحب سورت بقرہ (۲۴۶) کے تحت لکھتے ہیں:

’’اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دروازے سے بادشاہت بھی ملتی ہے۔ وہ قاسم نعمت الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اب بھی حضور کے دروازے سے سلطنت، حکومت تقسیم ہوتی ہے۔‘‘

(تفسیر نور العرفان، ص62)

آیت کی تحریف ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دروازے سے سلطنت اور حکومت تقسیم ہونے پر کوئی دلیل نہیں، محض مبالغہ آرائی ہے۔

(۴) مفتی صاحب سورت بقرہ (۲۴۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا، تین ہاتھ لمبا، دو ہاتھ چوڑا۔ اس میں انبیائے کرام کی قدرتی تصویریں تھیں اور تورات کی تختیاں اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا، آپ کے کپڑے اور نعلین شریف اور حضرت ہارون کا عمامہ شریف اور کچھ مَن کے ٹکڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات مشکل کشا اور باذن خدا حاجت روا ہیں۔ اس لیے میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھے جاتے ہیں، دیکھو حضرت موسیٰ کے تبرکات جنگ میں فتح کے لیے رکھے جاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مؤمن وہ ہے، جو مقبول بندوں کے تبرکات کی تاثیر کا قائل ہو، اس کا انکار رب کی قدرت کا انکار ہے، چنانچہ وہ صندوق سکینہ فرشتے لائے اور طالوت کے سامنے رکھ دیا، جنگ کی حالت میں صندوق اسلامی فوج کے آگے رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح بخشتا تھا، آپ کے بعد بنی اسرائیل میں یہ صندوق رہا، وہ لوگ ہر مشکل کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر دعائیں کرتے تھے، جو قبول ہوتی تھیں، جنگوں میں ساتھ لے جاتے اور فتح پاتے، پھر بعد میں بنی اسرائیل میں وہابی نجدی خیالات کے پیدا ہو گئے، جنھوں نے اس صندوق کی بے حرمتی کی اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 63، جاء الحق :370/1، بدر الانوار في آداب الآثار مندرج فی فتاوی الرضویۃ :398/2، 414)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صندوق، جسے فرشتے اٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے تھے، اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھی۔ اس قوم کے لوگ اسے ہر وقت اپنے

ساتھ رکھتے اور اسے دیکھ کر سکون اور راحت حاصل کرتے تھے۔ اس صندوق میں کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، کیونکہ یہ غیب کی بات ہے۔ قرآن وحدیث نے اس بارے میں ہماری رہنمائی نہیں کی۔ اگر اس کو جاننے میں ہمارے لیے کوئی خیر ہوتی، تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے آگاہ فرما دیتے۔ یہ کہنا کہ یہ تابوت فلاں لکڑی سے بنایا گیا تھا، اس کی لمبائی اور چوڑائی یہ یہ تھی، بے ثبوت ہے۔

یہ کہنا کہ اس صندوق میں تصاویر تھیں، یہ تھا، وہ تھا، بالکل بے دلیل باتیں ہیں، نیز بنی اسرائیل کا دشمن سے جنگ کرتے ہوئے اس سے برکت حاصل کرنا بھی بے ثبوت بات ہے۔ یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں؟ اس ضمن میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، جو کہ ثابت نہیں ہے۔ وہ قول یہ ہے:

كَانُوا لَا يَلْقَاهُمْ عَدُوٌّ، فَيُقَدِّمُونَ التَّابُوتَ وَيَزْحِفُونَ بِهٖ مَعَهُمْ؛ إِلَّا هَزَمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْعَدُوَّ.

''بنی اسرائیل کو جب دشمن سے پالا پڑتا، تو وہ تابوت کو آگے کر دیتے اور دشمن سے دوبدو لڑائی شروع کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس دشمن کو شکست دیتا تھا۔''

(تاريخ الطّبري :1/468)

یہ قول جھوٹا ہے۔

۱۔ محمد بن حمید رازی جمہور محدثین کے نزدیک ''غیر ثقہ'' اور ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب : 5834)

۲۔ محمد بن اسحاق بن یسار کا عنعنہ ہے۔

۳۔ محمد بن اسحاق کو یہ روایت بیان کرنے والا نامعلوم و ''مجہول'' ہے۔

اس آیت میں تو تذکرہ سیدنا موسیٰ وہارون علیہما السلام کے آثار کا ہے، بزرگانِ دین کے تبرکات سے فیض کیسے ثابت کرلیا گیا؟ انبیائے کرام علیہم السلام کے آثار سے تبرک شریعت کی روشنی میں جائز و ثابت ہے، جبکہ دیگر صالحین کے آثار سے تبرک مشروع نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون میں ایک انسان بھی اولیا و صالحین کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کرتا تھا، تو میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھنے کا کیا جواز ہے؟

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ لوگوں کے اگلے پچھلے اعمال جانتا ہے، یا شفیع المذنبین جانتے ہیں، کہ قابل شفاعت کون ہے اور نا قابل شفاعت کون؟''

(تفسیر نور العرفان، ص66)

نبی کریم ﷺ وہی جانتے تھے، جو آپ پر وحی کی جاتی تھی۔ بعد از وفات وحی منقطع ہوئی، لہٰذا نبی کریم ﷺ لوگوں کے حالات وواقعات اور ان کے اعمال وافعال سے ناواقف ہیں۔ شفاعت کس کی کرنی ہے، کس کی نہیں کرنی، یہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں روز قیامت بتادے گا۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ بھی کئی انسانوں کو شفاعت کا حق حاصل ہوگا، کیا وہ بھی لوگوں کے اگلے پچھلے اعمال جانتے ہیں؟

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''کرسی سے مراد یا اللہ کا علم ہے، یا اس کی قدرت یا عرش عظیم، یا عرش اور ساتویں آسمان کے دربان۔''

(تفسیر نور العرفان، ص66)

العظمۃ لابی الشیخ (۵۵۲/۲، وسندہ حسن) میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ کرسی سے مراد موضع القدمین ہے۔ کئی اسلاف کی یہی تفسیر ہے۔ یا کرسی سے مراد حقیقی کرسی ہے، جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

کرسی کی تاویل علم، قدرت، عرش عظیم، عرش اور ساتویں آسمان کے دربان سے کرنا درست نہیں، اسلاف امت سے ثابت نہیں۔

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور نے سورج مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص67)

ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

⑧ مفتی صاحب سورت بقرہ (۲۵۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''پھر آپ اس گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلّہ میں تشریف لے گئے، اندازے سے اپنا مکان معلوم فرما کر دروازے پر آواز دی؛ عزیر کا یہی گھر ہے، ایک بوڑھی اندھی، اپاہج عورت وہاں تھی۔ آپ کا نام سن کر بہت روئی اور بولی کہ آج سو برس کے بعد کون عزیر کا نام لے رہا ہے......۔''

(تفسیر نور العرفان، ص68)

ثابت نہیں۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بتاؤ وہ کون بزرگ ہیں، جو خود چالیس سال کے اور بیٹا ایک سو چالیس سال کا اور پوتا نوے برس کا، وہ حضرت عزیر ہیں، کیونکہ آپ جو سو برس تک وفات

یافتہ رہے، جب فوت ہوئے، تو چالیس سال کے تھے، جب اٹھے، تو آپ کی عمر وہی تھی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص68)

سیدنا عزیر علیہ السلام کے بارے میں ایسا کچھ ثابت نہیں۔

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارے سے گزرے، ملاحظہ فرما کہ وہاں ایک نعش پڑی ہوئی ہے......۔''

(تفسیر نور العرفان، ص68)

ثابت نہیں۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے، فیض دینے کے لیے، تو گزشتہ نبیوں، ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے، فیض لینے کے لیے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص68)

یہاں فیض کی بات کہاں سے آ گئی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بطور معجزہ مردہ پرندوں کو آواز دی، اللہ نے اپنی قدرت سے انہیں زندہ کر دیا، وہ دوڑتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دکھا دیا کہ وہ مردہ کو کیسے زندہ کرے گا۔

فیض کے لیے گزشتہ نبیوں اور ولیوں کو پکارنا شرک ہے۔ قرآن وحدیث میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔ اسلاف امت میں اس کا کوئی قائل وفاعل نہیں۔ یہ کیسا دین ہے؟

⑫ مفتی صاحب سورت بقرہ (۲۶۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت امام اعظم قدس سرہ کی دلیل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی ہر

پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے، تھوڑی ہو یا زیادہ، اس کا پھل سال بھر تک رہے یا نہ رہے، کیونکہ یہاں ﴿مَا﴾ عام ہے، اس کی تائید ان روایات سے ہے، جن میں فرمایا گیا کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا، اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جس کو کنوئیں سے سیراب کیا گیا، اس میں بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔ جس روایت میں ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں، اس سے مراد تجارتی زکوۃ ہے، نہ کہ پیداوار کی زکوٰۃ۔ کیونکہ اس زمانہ میں ایک وسق چالیس درہم کا تھا، تو پانچ وسق دوسو درہم کے ہوئے اور یہ ہی تجارتی زکوٰۃ کا نصاب ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 71)

اجماعِ امت، حدیثِ رسول اور تصریحاتِ اہل علم کے برعکس بعض عمومی دلائل ذکر کر کے زمین کی ہر پیداوار پر زکوٰۃ کے وجوب کی بات کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ سبزیوں پر زکوٰۃ (عشر) واجب نہیں۔

❀ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَالْحِجَازِ، وَالشَّامِ عَلَى أَنْ لَّا صَدَقَةَ فِي قَلِيلِ الْخَضِرِ وَلَا فِي كَثِيرِهَا، إِذَا كَانَتْ فِي أَرْضِ الْعُشْرِ .

''عراق، حجاز اور شام کے اہل علم آج اس بات پر متفق ہیں کہ سبزیاں کم ہوں یا زیادہ، اگر وہ عشر والی زمین میں ہوں، تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔''

(کتاب الأموال : 502)

اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

''پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔''

(صحيح البخاري : 1484، صحيح مسلم : 979)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں:

قَدْ يَسْتَدِلُّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ مَنْ يَّرٰى أَنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَجِبُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْخَضْرَاوَاتِ، لِأَنَّهٗ زَعَمَ أَنَّهَا لَا تُوسَقُ، وَدَلِيلُ الْخَبَرِ أَنَّ الزَّكَاةَ إِنَّمَا تَجِبُ فِيمَا يُوسَقُ وَيُكَالُ؛ مِنَ الْحُبُوبِ وَالثِّمَارِ، دُوْنَ مَا لَا يُكَالُ؛ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَالْخَضِرِ وَنَحْوِهَا، وَعَلَيْهِ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ؛ إِلَّا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَأَى الصَّدَقَةَ فِيهَا .

''اس حدیث سے ان اہل علم نے استدلال کیا ہے جن کے نزدیک کسی بھی سبزی پر زکوٰۃ واجب نہیں، کیونکہ ان کے بقول سبزی کو ماپا نہیں جاتا، جبکہ حدیث میں زکوٰۃ اسی چیز کے لیے مقرر کی گئی ہے، جس کو ماپا جا سکے، جیسا کہ دانے اور غلہ ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو ماپا نہیں جاتا، وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں، جیسا کہ پھل اور سبزیاں وغیرہ۔ اکثر اہل علم یہی بات کہتے ہیں، سوائے امام ابوحنیفہ کے۔ وہ سبزیوں میں بھی زکوٰۃ کو واجب سمجھتے ہیں۔''

(مَعالم السّنن : 14/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

حَكَى ابْنُ الْمُنْذِرِ الْإِجْمَاعَ عَلٰى أَنَّ الزَّكَاةَ لَا تَجِبُ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ؛ مِمَّا أَخْرَجَتِ الْأَرْضُ، إِلَّا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ : تَجِبُ فِي جَمِيعِ مَا يُقْصَدُ بِزِرَاعَتِهٖ نَمَاءُ الْأَرْضِ؛ إِلَّا الْحَطَبَ وَالْقَصَبَ وَالْحَشِيشَ وَالشَّجَرَ الَّذِي لَيْسَ لَهٗ ثَمَرٌ .

''امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ پانچ وسق سے کم زمینی پیداوار پر عشر نہیں ہوتا، سوائے امام ابوحنیفہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر اس چیز پر عشر ہوگا، جس کی کاشت کا مقصد زمین کی نمو ہو، سوائے لکڑی، بانس، بھنگ اور اس درخت کے جس پر پھل نہ لگتا ہو۔''

(فتح الباري : 350/3)

یہ کہنا کہ یہ حدیث صرف تجارت کے بارے میں ہے، درست نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس پیداوار میں زکوۃ ہے، اس میں زکوۃ کا نصاب کم از کم پانچ وسق ہے۔

❁ عظیم تابعی میمون بن مہران رحمہ اللہ سے سبزیوں پر زکوۃ کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

لَيْسَ فِيهَا زَكَاةٌ، حَتّٰى تُبَاعَ، فَإِذَا بِيعَتْ وَبَلَغَتْ مِأَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِنَّ فِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ .

''سبزیوں پر کوئی زکوۃ نہیں، حتی کہ ان کو بیچ دیا جائے۔ جب بیچا جائے اور ان کی قیمت دوسو درہم (نصاب) تک پہنچ جائے، تو اس میں پانچ درہم زکوۃ ہوگی۔''

(كتاب الأموال : 502، وسندهٗ حسنٌ)

زمین کی ہر پیداوار پر زکوۃ واجب قرار دینے والوں کی دلیل کا جائزہ ملاحظہ فرمائیں؛

فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ، وَفِيمَا سُقِيَ بِنَضْحٍ، أَوْ غَربٍ؛ نِصْفُ الْعُشْرِ، فِي قَلِيلِهٖ وَكَثِيرِهٖ .

''جو زمین بارش سے سیراب ہوتی ہو، اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہو گی اور جسے جانوروں یا کنویں سے سیراب کیا جاتا ہو، اس کی پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ، اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی۔''

(التّحقيق في المسائل لابن الجوزي : 962، نصب الرّاية للزّيلعي : 385/2)

یہ جھوٹی روایت ہے۔

۱۔ ابو مطیع بلخی سخت ''ضعیف'' ہے۔ اس کے بارے میں توثیق ثابت نہیں۔

۲۔ اس کا استاذ بھی باتفاقِ محدثین ''ضعیف'' ہے۔

۳۔ ابان بن ابی عیاش کے ''ضعیف'' اور ''متروک'' ہونے پر محدثین کرام کا اتفاق ہے۔

❀ اس روایت کے بارے میں حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ لَّا يُسَاوِي شَيْئًا .

''یہ سند کسی کام کی نہیں۔''

(التّحقيق في مسائل الخلاف : 962)

❀ بعض نے لکھا ہے:

إِنَّهٗ تَابَعَهٗ عَنْ أَنَسٍ عِنْدَ الْبَزَّارِ .

''امام قتادہ نے مسند بزار میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے میں اس کی متابعت کی ہے۔''

(مَعارف السّنن : 203/5)

لیکن حقیقت میں ایسی کوئی متابعت موجود نہیں۔

۴۔ اس میں ''رجل'' کا واسطہ ہے اور یہ ''مبہم ومجہول'' ہے۔

ثابت ہوا کہ زمین کی ہر پیداوار، وہ کم ہو یا زیادہ، اس پر زکوٰۃ کو واجب کہنا بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے۔

✿ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيمَا حَفِظْنَا عَنْ أَصْحَابِنَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ : وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِّنْ هٰذَا شَيْءٌ؛ إِلَّا فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ .

''ہم نے اپنے احباب سے یہ یاد کیا ہے کہ وہ زمین کی پیداوار میں سے کسی پر زکوٰۃ کو واجب نہیں کہتے تھے، سوائے گندم، جَو، کھجور اور منقے کے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 139/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس وفد نے مسجد نبوی شریف میں اپنی عبادت اس وقت شروع کر دی، جب مسلمان نماز عصر پڑھ رہے تھے، مسلمانوں نے بعد نماز ان کو ان کی عبادت سے نہ روکا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص78)

یہ روایت سیرہ ابن ہشام (۵۷۴/۱)، تفسیر طبری (۱۷۲/۵) اور تفسیر ابن منذر (۱۰۹/۱) وغیرہ میں آتی ہے۔ روایت مرسل ہے، محمد بن جعفر بن الزبیر تابعی ہیں، براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں۔

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''فرعون نے چار سو برس دعویٰ خدائی کیا اور بے گناہ بچے ذبح کرائے، ہلاک نہ ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص80)

محتاج دلیل ہے۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ساری مخلوق ذکر الٰہی کرتی ہے، سوائے کتے کے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص81)

بے دلیل ہے۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''جن اولیا، انبیا کا تکوین اُمور میں تصرف قرآن وحدیث سے ثابت ہے، وہ باذن پروردگار ہے، یہ حضرات نائب کبریا ہوتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص83)

انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات کی بنیاد پر یہ کہنا کہ یہ تکوینی اُمور میں تصرف کرتے ہیں، جائز نہیں۔ کیونکہ معجزہ اور کرامت انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی، انہیں عمومی دلیل اور قانون نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ کہنا کہ انبیاء اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں، گمراہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں۔ وہ ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ومنزہ ہے۔

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا تھا، حالانکہ یہ وہ چیز ہے، جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص88)

یہ کلمہ کفر ہے۔ پیغمبر کے معجزات کو ان کا اختیار نہیں کہا جا سکتا ہے، وہ اللہ کے اذن کے ساتھ ایسے کرتے تھے۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ ﴿تَأْكُلُونَ﴾ اور ﴿تَدَّخِرُونَ﴾ مضارع ہے، جس میں زمانہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے، یا معنی یہ ہیں کہ جو تم سب لوگ کھا کر آؤ یا جو کچھ سال رواں کے لیے گندم، لکڑی وغیرہ جمع کرو، وہ سب مجھ سے پوچھ لو، یا ہر شخص عمر بھر میں جو کچھ کھائے گا یا جمع کرے گا، آج ہی سب کچھ میں بتا سکتا ہوں، یعنی ہر دانہ کے متعلق جانتا ہوں، یہ کس کی قسمت کا ہے؟ اب بتاؤ ہمارے حضور کا علم کتنا ہے، یہ تمام علوم حضور کے سمندر علم کے قطرے ہیں۔ معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کا معجزہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص88)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ معجزہ نبی کی نبوت کی حقانیت وصداقت پر دلیل ہوتا ہے، نبی کی قوت وطاقت اور اختیار پر دلیل نہیں ہوتا، کیونکہ معجزہ پیغمبر کے اختیار میں ہی نہیں ہوتا۔ ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معجزات سے نوازا تھا۔

باقی انبیائے کرام کے پاس وہی علم ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ ان پر وحی کرتا ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے علم غیب کی نفی کی ہے۔

⑲ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بوقت مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص89)

یہ مدد تحت الاسباب ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں، ہر اس شخص سے مانگی جا سکتی ہے، جو اس پر قادر ہو۔ البتہ مافوق الاسباب امداد صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگی جا سکتی ہے، غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے۔

۲۰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''(عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام) نکاح کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضہ خضراء میں دفن ہوں گے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص89)

بعض نے ضعیف احادیث کی بنا پر یہ خیال کر لیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب واپس آئیں گے، تو نکاح کریں گے، آپ کی اولاد ہوگی، پھر وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلامُ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ، وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّأَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِي، فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ.

''عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے، شادی کریں گے اور آپ کے ہاں اولاد پیدا ہوگی، پینتالیس برس رکیں گے، پھر وفات پا جائیں گے، ان کو میرے ساتھ دفن کر دیا جائے گا، پھر قیامت کے دن میں اور عیسیٰ علیہ السلام

ابوبکر وعمر کے رمیان اکٹھے اٹھیں گے۔''

(المُنتظم في تاريخ الأمم لابن الجوزي : 39/2)

سند ضعیف ہے، عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز مدلس بھی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَرٰى أَنْ أَعِيشَ مِنْ بَعْدِكَ فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُدْفَنَ إِلٰى جَنْبِكَ فَقَالَ : وَإِنِّي لِي بِذٰلِكَ الْمَوْضِعِ مَا فِيهِ إِلَّا مَوْضِعَ قَبْرِي وَقَبْرِ أَبِي بَكْرٍ وَّقَبْرِ عُمَرَ وَقَبْرِ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ .

''اللہ کے رسول! میں آپ کے بعد بھی زندہ رہوں گی، آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میرا مدفن آپ کے ساتھ ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جگہ میری، ابوبکر وعمر کی اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے علاوہ کوئی قبر نہیں ہوگی۔''

(تاريخ ابن عساكر : 523/47، التّكملة لكتاب الصّلة لابن الأبار : 35)

سند سخت ضعیف ہے؛

۱۔ طلحہ بن شعیب کو امام دارقطنی نے ''متروک'' کہا ہے۔

(سؤالات البُرقاني : 216)

۲۔ محمد بن عبداللہ بن عمر العمری ضعیف و مجروح ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ بِحَالٍ .

''اس سے کسی بھی صورت حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(كتاب المَجروحين : 978)

مزید جروح کے لیے لسان المیزان (237/5) ملاحظہ ہو۔

✿ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ. ''اس کی سند ثابت نہیں ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 527/2)

✿ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ.

''تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کی گئی ہے، اس میں ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں گے۔''

(سنن التّرمذي : 3617، معجم الطّبراني الكبير : 15967، تاريخ البخاري الكبير :263/1)

اس قول کی سند بھی ضعیف ہے:

۱۔ عثمان بن ضحاک مدنی مجہول الحال ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ (192/7) کے علاوہ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔

(ذيل ديوان الضّعفاء :261)

۲۔ محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام بھی مجہول الحال ہے، سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ (368/5) کے کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔

✿ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ. ''اس کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(التّاريخ الكبير :262/1)

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ (3617) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ .

''یہ حدیث حسن (ضعیف) اورغریب ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ کے اس قول کا مطلب ہے کہ اس کی ایک سند ہے اور وہ ضعیف ہے۔

۞ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَصِحُّ . ''یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔''

(التّاريخ الكبير :262/1)

(۲۱) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر خیرات کرتے تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان بوریوں کی قیمت ہی کیوں نہ خیرات فرما دیں، تو فرمایا کہ مجھے شکر مرغوب ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص97)

یہ قول سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے اور تفسیر ابن منذر (۱/ ۲۸۸) میں مذکور ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے، محمد بن یزید بن خنیس کا عنعنہ ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀